ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.9.No.1, 2026

پاکستان میں نفاذ اسلام: ڈاکٹر طاہر القادری کے منہج کا تحقیقی مطالعہ

The Implementation of Islam in Pakistan: An Analytical Study of Dr. Tahir-ul- Qadri's Methodology

Qaiser Shehzad
PhD Research Scholar (Islamic Studies), NCBA&E, Lahore - Sub Campus, Multan
qaisars68@gmail.com

Dr. Hafiz Muhammad Arshad Habib
Assistant Professor of Islamic Studies, NCBA&E, Lahore - Sub Campus, Multan
arshadhabib12@gmail.com

Abstract
This research article examines the methodology of Dr. Muhammad Tahir-ul-Qadri regarding the implementation of Islam in Pakistan within a contemporary socio-political framework. It explores his intellectual foundations, educational background, and reformist vision, highlighting his emphasis on democracy, peaceful struggle, public awareness, and socio-economic reforms as key instruments for establishing an Islamic system. The study situates his approach within the broader context of post-independence efforts by various religious scholars and schools of thought in Pakistan. Furthermore, the article provides a critical analysis of Dr. Tahir-ul-Qadri's strategy by identifying both its strengths and limitations. While acknowledging his contributions in promoting interfaith harmony, educational reforms, and a non-violent political approach, the study also questions the practical viability of his reliance on democratic structures within a deeply flawed political system. The research concludes by evaluating the challenges and prospects of his methodology in achieving the goal of Islamic implementation in Pakistan.

Keywords: Islamic System, Tahir-ul-Qadri, Democracy, Pakistan, Political Reform

پاکستان کے قیام کا بنیادی مقصد ایک ایسے معاشرے کی تشکیل تھا جہاں اسلامی اصولوں کے مطابق اجتماعی، سیاسی اور معاشی نظام نافذ ہو سکے۔ قیامِ پاکستان کے بعد مختلف مکاتبِ فکر اور اہلِ علم نے اپنی اپنی فکری جہت اور علمی بصیرت کے مطابق نفاذِ اسلام کے لیے جدوجہد کی، جس کے نتیجے میں متعدد آئینی و قانونی کوششیں سامنے آئیں۔ تاہم محض قانون سازی سے بڑھ کر اصل مسئلہ عملی نفاذ کا رہا، جس کے لیے مختلف دینی و فکری شخصیات نے اپنے اپنے مناہج پیش کیے۔ انہی میں ایک نمایاں نام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا ہے، جنہوں نے جدید جمہوری تناظر میں اسلامی نظام کے نفاذ کی ایک مخصوص تعبیر پیش کی۔ زیرِ نظر مقالہ ڈاکٹر طاہر القادری کے منہجِ نفاذِ اسلام کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ پیش کرتا ہے، جس میں ان کی فکری اساس، عملی جدوجہد اور سیاسی و سماجی حکمتِ عملی کا احاطہ کیا گیا ہے۔ اس مطالعہ میں یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ڈاکٹر طاہر القادری نے جمہوریت، عوامی شعور، تعلیمی اصلاح اور پر امن جدوجہد کو اسلامی نظام کے قیام کے لیے کس طرح بنیاد بنایا، اور ساتھ ہی ان کے نظریات و عملی اقدامات میں موجود کمزوریوں اور تحدیات کو بھی علمی انداز میں زیرِ بحث لایا گیا ہے۔

ڈاکٹر طاہر القادری حیات و نظریات:

ڈاکٹر محمد طاہر القادری جھنگ کے ایک معروف عالم دین ڈاکٹر فرید الدین قادری کے بیٹے ہیں۔ محمد طاہر القادری 19 فروری، 1951ء کو جھنگ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کی اور دینی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ آپ نے جدید علوم کے ساتھ

ساتھ قدیم اِسلامی علوم بھی حاصل کیے۔ پنجاب یونی ورسٹی سے ایم۔ اے اور قانون کے اِمتحانات اَعلی ترین اِعزازات کے ساتھ پاس کیے اور Punishments in Islam, their Classification and Philosophy کے موضوع پرڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری اوائل عمر ہی سے انقلابی رجحانات کے حامل تھے۔ڈاکٹر محمد طاہر القادری امت مسلمہ اور بالخصوص پاکستان کے حالات پر شدید دکھی رہتے تھے۔ امت مسلمہ کی زبوں حالی ان کو ہر دم پریشان کیے رکھتی تھی۔ اسی اثنا میں اکتوبر ۱۹۷۱ء میں انہیں عظیم مفکر ڈاکٹر برہان احمد فارقی کی صحبت ملی، جس نے ان کی فکر کو پروان چڑھانے میں بہت ہی نمایاں کردار ادا کیا۔

ڈاکٹر طاہر القادری شیخ سید طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی کے مرید ہیں، چنانچہ انہوں نے ایک بار قرآن کریم کو تھام کر اور دوسری بار اپنے شیخ طریقت سید طاہر علاؤ الدین القادری البغدادی الگیلانی جو سلسلہ نسب میں شیخ سید عبد القادر جیلانی کی 17 ویں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی 28 ویں پشت سے ہیں، کے ہاتھ پر باضابطہ بیعتِ انقلاب کر کے، اپنے رب اور آقائے کریم سے اپنی زندگی کو عظیم عالمی انقلاب کے لیے وقف کر دینے کا پختہ عہد کر لیا۔ یہ بیعتِ انقلاب مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۷۲ء بمطابق ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۹۲ھ ساڑھے بارہ بجے بعد دوپہر بمقام دربارِ غوثیہ شارع الگیلانی کوئٹہ میں منعقد ہوئی۔ ان کے شیخِ طریقت نے انقلاب سے متعلق تفصیلی ہدایات دیں اور ان کے لیے عزم واستقلال، جرآت وہمت اور کامیابی وکامرانی کی دعا فرمائی۔[1]

آپ نے پاکستان میں اور بیرونِ ملک خصوصاً امریکہ، کینیڈا، برطانیہ، سکینڈی نیویا، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا اور ایشیا خصوصاً مشرقِ وُسطی اور مشرقِ بعید میں اِسلام کے مذہبی وسیاسی، روحانی واَخلاقی، قانونی وتاریخی، معاشی واِقتصادی، معاشرتی وسماجی اور تقابلی پہلوؤں پر مشتمل مختلف النوع موضوعات پر ہزاروں لیکچرز دیے۔ وہ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں اسلامک لاء پر لیکچر دیتے رہے۔ پھر وہ فیڈرل منسٹری آف ایجوکیشن کے رکن بنے۔ بعد ازاں فیڈرل شریعت کورٹ میں جیورسٹ کنسلٹنٹ مقرر ہوئے۔

آپ کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار ہے جن میں سے تقریباًپانچ سو کتب اُردو، انگریزی، عربی ودیگر زبانوں میں طبع ہو چکی ہیں، جب کہ مختلف موضوعات پر آپ کی بقیہ پانچ سو کتب کے مسوّدات طباعت کے مختلف مراحل میں ہیں۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری اپنے آپ کو ایک سنی سکالر کے طور پر پیش کرتے ہیں، تاہم وہ مسلک اہل سنت کو کسی مخصوص شخصیت یا علاقے سے منسوب کرنے کو درست نہیں سمجھتے، اسی لیے وہ بریلوی اور دیوبندی جیسی نسبتوں سے بالاتر ہو کر خود کو فقط اہل سنت مسلمان قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک اہل سنت کوئی فرقہ نہیں بلکہ مسلمانوں کی اکثریتی جماعت یعنی سوادِ اعظم کا نام ہے، جو سنتِ رسول ﷺ اور طریقِ صحابہؓ کی پیروی کرتی ہے، جبکہ فرقے وہ ہیں جو اس اکثریتی جماعت سے الگ ہو گئے۔ مزید برآں وہ اتحادِ امت کے لیے یہ اصول پیش کرتے ہیں کہ "اپنا عقیدہ چھوڑو مت اور دوسروں کا عقیدہ چھیڑو مت"، جسے وہ فرقہ واریت کے خاتمے کے لیے ناگزیر سمجھتے ہیں۔ تصوف کے بارے میں ان کا موقف یہ ہے کہ اس کی اصل روح نفس کی پاکیزگی ہے جو شریعت کی پابندی کے بغیر ممکن نہیں، اسی لیے وہ تصوف کو کاروبار بنانے والوں کو گمراہ قرار دیتے ہیں۔

اسی طرح ڈاکٹر طاہر القادری اسلام کو امن کا سب سے بڑا داعی قرار دیتے ہیں اور جہاد کے نام پر دہشت گردی کرنے والے عناصر کو نہ صرف اسلام بلکہ انسانیت کے بھی خلاف سمجھتے ہیں، اور واضح کرتے ہیں کہ دہشت گردی کا کوئی مذہب نہیں۔ وہ اسلام کو حقوقِ نسواں کا حقیقی محافظ قرار دیتے ہیں جو عورت کو عزت اور معاشرتی حقوق فراہم کرتا ہے۔ ان کے نزدیک اسلامی نظام میں مشاورت بنیادی حیثیت رکھتی ہے اور ریاستی معاملات میں اجتماعی فیصلہ سازی ناگزیر ہے۔ وہ بین المذاہب رواداری کو انتہاپسندی کے خاتمے کے لیے ضروری سمجھتے ہیں اور عملی طور پر

مکالمے کی فضا کو فروغ دیتے ہیں۔ معاشی میدان میں وہ اسلامی نظامِ معیشت کو قابلِ عمل قرار دیتے ہوئے بلاسود بینکاری کا تصور پیش کرتے ہیں، جبکہ جدید دور میں اسلام کی تعبیر کے لیے سائنسی و عقلی بنیادوں کو بھی اہم سمجھتے ہیں۔

مزید برآں، ان کے نزدیک اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جس میں مذہبی، سماجی، معاشی اور سیاسی تمام پہلو شامل ہیں، اس لیے وہ سیاست کو بھی دین کا حصہ قرار دیتے ہیں اور اسے دین سے جدا کرنے کے قائل نہیں۔ ان کے نزدیک اسلامی اقدار کے فروغ، جدید تقاضوں سے ہم آہنگ تعبیر اور عملی جدوجہد کے ذریعے ہی ایک متوازن اور قابلِ عمل اسلامی معاشرہ تشکیل دیا جا سکتا ہے۔

اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے جدوجہد:

ڈاکٹر طاہر القادری نے اپنی جدوجہد کا آغاز ۱۹۷۶ء میں جھنگ کی سطح پر نوجوانوں کی تنظیم محاذ حریت قائم کر کے کیا، جسے بعد ازاں ۱۹۸۰ء میں لاہور سے تحریک منہاج القرآن کے نئے نام کے ساتھ بدل دیا گیا۔

آپ تحریک منہاج القرآن کے بانی رہنما ہیں، جو ۱۹۸۰ء سے قرآن و سنت کے افکار کے ذریعے فروغ علم و شعور، اصلاح احوال امت اور ترویج و اقامت دین کے لیے مصروف عمل ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے اپنی تحریک کے قیام کا مقصد ان الفاظ مین بیان کیا: "تحریک منہاج القرآن کے بپا کیے جانے کا مقصد اولیں غلبہ دین حق کی بحالی اور امت مسلمہ کے احیاء و اتحاد کے لیے قرآن و سنت کے عظیم فکر پر مبنی جمہوری اور پر امن مصطفوی انقلاب کی ایک ایسی عالمگیر جدوجہد ہے جو ہر سطح پر باطل، طاغوتی، استحصالی اور منافقانہ قوتوں کے اثر و نفوذ کا خاتمہ کر دے۔"

ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے مذہبی و روحانی سرگرمیوں کے فروغ کے لیے مؤثر اور منظم اقدامات کیے۔ ان کے زیرِ اہتمام لاہور میں ہر سال رمضان المبارک کے موقع پر اجتماعی اعتکاف منعقد ہوتا ہے، جسے حرمین شریفین کے بعد دنیا کا سب سے بڑا اعتکاف قرار دیا جاتا ہے۔ اسی طرح مینارِ پاکستان کے مقام پر سالانہ میلاد کانفرنس کا انعقاد بھی ان کی نمایاں خدمات میں شامل ہے، جو عالمی سطح پر ایک بڑی مذہبی اجتماعیت کی حیثیت رکھتی ہے۔ مزید برآں، ان کے قائم کردہ گوشۂ درود میں سال بھر دن رات درودِ پاک کا ورد جاری رہتا ہے، جبکہ تحریک منہاج القرآن کے عالمی نیٹ ورک کے ذریعے بیرونِ ملک مقیم مسلمانوں، خصوصاً نئی نسل کو دین سے جوڑے رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔[2]

معاشی میدان میں بھی ڈاکٹر طاہر القادری نے اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے قابلِ ذکر جدوجہد کی۔ انہوں نے عصرِ حاضر کے اہم معاشی شعبے یعنی بینکاری کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے ہوئے ۱۹۹۲ء میں بلاسود بینکاری کا ایک جامع نظام پیش کیا، جس میں قومی و بین الاقوامی لین دین کو شامل کیا گیا اور اسے ماہرین کی جانب سے سراہا گیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے اسلامی معاشی نظام کی عملی حیثیت کو واضح کرنے کے لیے اقتصادیاتِ اسلام پر ایک مفصل علمی تصنیف بھی تحریر کی، جس سے ان کی اس میدان میں سنجیدہ علمی و عملی کاوشیں نمایاں ہوتی ہیں۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے تعلیمی میدان میں نمایاں خدمات انجام دیتے ہوئے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن، عوامی تعلیمی منصوبہ اور منہاج یونیورسٹی جیسے اہم ادارے قائم کیے۔ انہوں نے ۱۹۹۵ء میں عوامی تعلیمی منصوبے کا آغاز کیا، جسے غیر سرکاری سطح پر دنیا کے بڑے تعلیمی منصوبوں میں شمار کیا جاتا ہے، اور اس کے تحت پاکستان بھر میں سینکڑوں تعلیمی ادارے قائم کیے گئے جن کی تعداد ۵۷۲ تک پہنچتی ہے۔[3]

اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے انہوں نے ۲۰۰۵ء میں لاہور میں منہاج یونیورسٹی قائم کی، جسے ہائر ایجوکیشن کمیشن آف پاکستان سے چارٹر حاصل ہوا۔ بعد ازاں ۲۰۰۹ء میں اس یونیورسٹی کی کارکردگی کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے کیٹگری X سے W میں اپ گریڈ کیا گیا، جو اس ادارے کی تعلیمی معیار اور ترقی کا واضح ثبوت ہے۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری پاکستان عوامی تحریک کے بانی چیئرمین ہیں اور وہ ڈاکٹر اسرار احمد کے برعکس جمہوری نظامِ سیاست کو اسلام کے زیادہ قریب سمجھتے ہیں۔ اسی بنیاد پر وہ ووٹ، الیکشن اور سیاسی جماعت کے قیام کو جائز اور ضروری قرار دیتے ہوئے اس ذریعے سے ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے خواہاں ہیں۔ ان کے نزدیک اسلامی سیاست کے میدان کو خالی چھوڑنا درست نہیں، اسی لیے انہوں نے باقاعدہ سیاسی جدوجہد کا آغاز کیا۔ چنانچہ مؤرخہ ۲۵ مئی ۱۹۸۹ء کو انہوں نے پاکستان عوامی تحریک کے نام سے ایک سیاسی جماعت قائم کی، جس کا بنیادی ایجنڈا انسانی حقوق، عدل وانصاف کی فراہمی، خواتین کے حقوق کا تحفظ، تعلیم وصحت کی سہولیات کی بہتری اور ملکی سیاست سے کرپشن وسرمایہ دارانہ اثرات کا خاتمہ تھا۔ ۱۹۹۰ء میں اس جماعت نے پہلی مرتبہ عام انتخابات میں حصہ لیا۔ مزید برآں ۱۹۸۹ء تا ۱۹۹۳ء وہ اسمبلی سے باہر اپوزیشن کا کردار ادا کرتے ہوئے حکومت کو تعلیمی، سیاسی اور معاشی امور پر تجاویز پیش کرتے رہے۔[4]

ان کی سیاسی جدوجہد مختلف مراحل سے گزری، چنانچہ ۱۹۹۸ء میں وہ پاکستان عوامی اتحاد کے صدر بنے جس میں پاکستان پیپلز پارٹی سمیت ۱۹ جماعتیں شامل تھیں، جبکہ ۲۰۰۳ء میں محترمہ بے نظیر بھٹو نے ان کے ادارے کی تاحیات رفاقت اختیار کی۔ اسی سال انہوں نے آمریت کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے قومی اسمبلی کی نشست سے استعفیٰ دے دیا، جو پاکستان کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا پہلا اقدام تھا۔ بین الاقوامی سطح پر بھی انہوں نے امتِ مسلمہ کے مسائل پر آواز بلند کی، چنانچہ ۲۰۰۶ء میں ڈنمارک میں توہین آمیز خاکوں کے واقعہ پر اقوام متحدہ کو احتجاجی مراسلہ ارسال کیا، جس کے ساتھ پندرہ کلومیٹر طویل بینر پر دس لاکھ سے زائد افراد کے دستخط موجود تھے، اور اسی سلسلے میں مختلف مغربی ممالک کو تہذیبی تصادم سے بچنے کا پیغام بھی دیا۔

۲۰۰۹ء میں غزہ پر اسرائیلی حملوں کے بعد انہوں نے فلسطینی مسلمانوں سے اظہارِ یکجہتی کے لیے غزہ کانفرنس منعقد کی اور متاثرین کے لیے امدادی سامان بھی روانہ کیا۔ اس طرح ان کی سیاسی جدوجہد نہ صرف ملکی سطح پر اصلاحِ نظام کے لیے تھی بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی امتِ مسلمہ کے مسائل کے حل اور ان کے دفاع کے لیے نمایاں کردار ادا کرتی نظر آتی ہے۔

ڈاکٹر طاہر القادری کا اسلامی نظام کے سیاسی نفاذ کا منہج:

ڈاکٹر طاہر القادری مختلف طریقے سے انقلاب اور سیاسی تبدیلی کے خواہاں ہیں اگرچہ دونوں کا مقصد اسلامی نظام کا نفاذ ہے۔ڈاکٹر طاہر القادری اس دور میں جمہوریت کو اسلامی نظام کی جدید شکل سمجھتے ہیں اور اسی طرح اسلامی نظام کے سیاسی نفاذ کی تعبیر بھی کرتے ہیں۔

ڈاکٹر طاہر القادری نے پاکستان عوامی تحریک کے نام سے سیاسی پارٹی بھی بنائی اور اس کے تحت الیکشن بھی لڑے اور قومی اسمبلی کے ممبر بھی رہے اور نظام کے خرابی کی وجہ سے استعفیٰ بھی دے دیا تھا۔ڈاکٹر طاہر القادری اگرچہ جمہوریت کے قائل ہیں مگر وہ انتخابی نظام جو پاکستان میں رائج ہے اس کی شفافیت سے بالکل مطمئن نہیں حالانکہ وہ انتخاب کو آئیڈل طریقہ سمجھتے ہیں اور انتخابات کو جمہوریت کا ایک جز خیال کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تبدیلی بذریعہ انتخاب کیسے ہوگی؟ انتخاب بے شک ایک آئیڈل چیز ہے، میں اس کا قائل ہو مگر یاد رکھ لیں محض انتخاب کا نام جمہوریت نہیں ہے جمہوریت ایک بڑی کلیت ہے اور انتخاب اس کا ایک جزو ہے۔"[5]

ڈاکٹر طاہر القادری افراد کی آزادی اور حکومت میں اس کی شرکت کے قائل ہیں اور ترقی یافتہ ممالک کی جمہوریت کو معیاری اور قابل تقلید سمجھتے ہیں اسی لیے وہ بین الاقوامی اداروں اور ماہرین کی جمہوریت کے حوالے سے تعریف اور وضاحت کو اہمیت دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بین الاقوامی ادارے اور ماہرین ایک concept پر متفق ہیں کہ جمہوریت صرف انتخاب کا نام نہیں بلکہ پورے نظام کا نام ہے۔ اس کی پہلی شرط یہ ہے کہ الیکشن صحیح معنوں میں شفاف ہو، اور دوسری لوگوں کی participation یعنی شراکت بھی شفاف ہو اور grass root level سے لے کر top level تک عوام کی شراکت کے تسلسل سے جمہوریت وجود میں آتی ہے اور تیسری شرط یہ ہے کہ جمہوری نظام تب کامیاب ہوتا ہے جب اس میں جمہوری حکمرانی ہو۔ اگر یہ نہ ہو تو وہ نظام جمہوری نہیں۔ جمہوری حکمرانی کے لیے لازم ہے کہ جان ومال کے تحفظ سمیت تمام human rights کی گارنٹی قوم کو حاصل ہو اور good governance قوم کو ملے۔ بین الاقوامی طور پر یہ امر طے شدہ ہے کہ اگر انتخاب کے نتیجے میں جمہوری حکمرانی وجود میں نہ آئے تو وہ جمہوریت نہیں ہے۔ جمہوریت کا معنی شراکت participation یعنی عوام کی شراکت ہے۔"[6]

عوام کو آزادانہ ووٹ کا حق حاصل ہو جو کہ ہمارے ملک میں موجود نہیں۔ جاگیرداری، سرمایہ داری، اسٹیبلشمنٹ کی دخل اندازی اور اثر رسوخ کی وجہ سے عوام غلط لوگوں کو ووٹ دینے پر مجبور ہوتے ہیں جس سے پہلے ہی مرحلہ کرپشن کا شکار ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر طاہر القادری کے نزدیک جمہوریت کے بھی مراحل ہوتے ہیں اور ان مراحل کو اگر سلسلہ وار مکمل نہ کیا جائے تو حقیقی تبدیلی اور جمہوریت مکمل نہیں ہو پاتی۔ ڈاکٹر طاہر القادری لکھتے ہیں:

"اس لیے جمہوریت کا economic democratic ہونا ضروری ہے social democracy ہونا ضروری ہے تب political democracy وجود میں آئے گی ان تمام طبقات کی شرائط کو یقینی بنانا جمہوریت کے لوازم میں سے ہے۔"[7]

تمام مراحل پورے ہوں گے تو صحیح معنوں میں ملک میں جمہوریت قائم ہو گی جو اسلامی نظام کے نفاذ میں مدد ومعاون ہو گی۔

صدیوں سے قائم یہ علاقائی، رنگ ونسل، طبقاتی نظام کیسے ختم ہو سکتا ہے اور اس کرپٹ نظام کو کیسے ختم کیا جا سکتا ہے؟ اس کے جواب ڈاکٹر طاہر القادری درج ذیل طریقے سے دیتے ہیں اور تین طریقوں میں سے اپنا طریقہ بتاتے ہیں:

"عزیزان وطن! جیسا کہ میں بتا چکا ہوں کہ تبدیلی مسلح طاقت سے نہیں آسکتی، یہ دہشت گردی کا راستہ ہے۔ نہ فوج کے ذریعے آسکتی ہے کیونکہ یہ آمریت کا راستہ ہے اور نہ موجودہ نظام انتخاب کے ذریعے کیونکہ یہ کرپشن کھولنے کا راستہ ہے۔ اب آخری بات سن لیجئے!--- صرف اور صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اس نظام انتخاب کے خلاف بغاوت کے لیے کھڑے ہو جائیے یہی تبدیلی کا راستہ ہے۔ اس نظام کو یکسر مسترد کر دیا جائے۔ آپ پوچھیں گے یہ کس طرح ممکن ہو گا ---جس کے تحت مصر۔ لیبیا اور تیونس کے لوگوں نے تبدیلی کو ممکن بنایا۔ جس طرح ایران کی عوام نے شہنشاہیت کو رخصت کیا--- اس نظام کے خلاف اس طرح اٹھیے جس طرح تیونس اور مصر لے لوگ اٹھے اور عشروں سے قائم آمریت کا تختہ الٹ دیا۔"[8]

ڈاکٹر طاہر القادری مسلح جدوجہد کے طریقے سے اسلامی نظام کا نفاذ نہیں کرنا چاہتے کیونکہ اس سے لامحالہ برسراقتدار قوتوں سے ٹکرانا پڑے گا اور مسلمان عوام مسلمان حکمرانوں اور فوج کے درمیان قتل وغارت یقینی ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری اس طریقے کو دہشت گردی کہتے ہیں اور اس طریقے کو اپنی جدوجہد سے خارج کرتے ہیں۔ اور اس طریقے کو اپنانے والے لوگوں کو ناعاقبت اندیش کہتے ہیں۔ ڈاکٹر طاہر القادری فوجی انقلاب کے ذریعہ نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے طریقے کے بھی مخالف ہیں کیونکہ وہ فوج کے اقتدار کو آمریت سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ وہ جمہوریت کے قائل ہیں اس لیے انہیں فوج کے ذریعے بھی تبدیلی یا انقلاب اسلامی یا اسلامی نظام کا نفاذ نامناسب معلوم ہوتا ہے۔

البتہ ڈاکٹر طاہر القادری عوام کو ترغیب دیتے ہیں کہ مصر، تیونس، لیبیا وغیرہ کی طرح عوام میں شعور پیدا ہو جائے تو پوری یا اکثریت عوام کی اس کرپٹ نظام انتخاب کو مسترد کر دے اور اپنی مرضی کا یعنی شفاف نظام انتخاب مالک میں رائج کرائے۔ جس کے نتیجے میں صالح قیادت سامنے آئے گی اور اسلامی نظام کا سیاسی نفاذ ممکن ہو سکے گا۔ لیکن اس کے لیے عوام کو متحد ہو کر جدوجہد کرنا ہو گی صرف کسی ایک پارٹی سے ایسا انقلاب ممکن نہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"لیڈروں کا انتظار نہ کریں، وہ خود بخود قوم میں پیدا ہو جائیں گے۔ بات صرف اٹھنے کی ہے اگر گھر بیٹھ کر مر جانا ہے تو یہ بزدلوں اور کم حوصلہ لوگوں کی موت ہے، بے مقصد موت ہے، ہمیں عزت وناموس کی خاطر باہر نکلنا پڑے گا۔ اس الیکشن کو مسترد کریں اور پوری قوم سڑکوں پر آجائے۔ جب پوری قوم سڑکوں پر آجائے گی اور کہے گی کہ یہ نظام ہمیں نہیں چاہیے تو سپریم کورٹ قوم کی آواز پر ایکشن لینے کی پابند ہو جائے گی۔ قومی اتفاق رائے سے (جس کا طریقہ موجود ہے) ایک غیر سیاسی اور غیر فوجی قومی حکومت تشکیل دی جائے جس میں اعلیٰ کردار کے۔۔۔ خوف خدا رکھنے والے مصلحین شامل ہوں۔"[9]

ڈاکٹر طاہر القادری اپنی وضاحت کرتے ہیں کہ وہ سول نافرمانی اور حکومت کے خلاف نہیں تو پھر تبدیلی یا انقلاب کیسے آئے گا طاہر القادری لکھتے ہیں:

"اس موقع پر میڈیا کے سامنے یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارا انقلاب ہر گز سول نافرمانی کی کوئی تحریک نہیں ہے اور نہ ہی ریاستی مشینری کے خلاف کوئی کوشش ہو گی۔ یہ ایک پر امن انقلابی جدوجہد ہے تاکہ قوم خواب غفلت سے بیدار ہے اور انتخابات میں حصہ لینے سے صاف انکار کر دے۔ قوم کو متحد ہو کر گھروں سے باہر نکلنے کی دعوت یہ ثبوت فراہم کرنے کے لیے دی ہے کہ اسے یہ باطل، غیر منصفانہ اور ظالمانہ نظام سیاست ناپسند ہے اور وہ تبدیلی چاہتی ہے۔[10]

مندرجہ بالا اقتباس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ڈاکٹر طاہر القادری قوم کو سول نافرمانی کی طرف نہیں لے جانا چاہتے اور نہ ہی حکومتی اداروں سے ٹکرانا چاہتے ہیں بلکہ وہ قوم کو شعور دینا چاہتے ہیں کہ اچھا اور برے نظام میں فرق کریں اور اچھے نظام کو اپنائیں اور کرپٹ نظام کو مسترد کریں۔ یہاں آگاہی اور شعوری مہم ہے اور جب افراد تیار ہو جائیں گے اور ان کی اکثیرت اس کرپٹ نظام کے خلاف ہو جائے گی تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس قوم کو لیڈر بھی دے گا اور اس کی جدوجہد کو بارآور بھی کرے گا اور اسلامی نظام کے نفاذ کی صورت بھی واضح ہو جائے گی۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ابھی ہمیں پرامن جدوجہد کر کے عوام کو باشعور بنا کر اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے تیار کرنا ہے۔

اسلامی نظام کے عملی نفاذ میں حائل رکاوٹیں:

حق کا نظام تب تک نہیں نافذ ہو سکتا جب تک ظلم واستحصال کا نظام ختم نہ ہو جائے وہ لکھتے ہیں:

"سود صرف دنیائے اسلام ہی کا مسئلہ نہیں بلکہ پوری دنیا میں معاشی ناہمواریوں کی بنیاد ہے چنانچہ سود سے پاک بینکاری (Interest Free Banking) کا تصور ہمیشہ اقتصادی ماہرین کی سوچوں کا مرکز اور محور بنا رہا ہے اور اس ضمن میں خود مغربی دنیا میں بھی تجربات ہو رہے ہیں۔"[11]

اگرچہ ڈاکٹر طاہر القادری نے مختلف تقاریر اور مواقع پر ملک کے کرپٹ جاگیر دار، سرمایہ دار پر تنقید کی ہے کہ یہ ان لوگوں کی اولاد یا حمایت یافتہ ہیں جو سابقہ ادوار میں مسلمانوں پر حکومت کرتے رہے اور آج بھی ان کی حمایت کرتے ہوئے ملک و قوم کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ یہ داخلی اور خارجی دونوں قسم کی رکاوٹ ہیں کیونکہ یہ استعمار کے آلہ کار ہیں ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے بالواستہ اور بلاواستہ مخالف ہیں۔

ڈاکٹر طاہر القادری پاکستانی قوم کے امراض بیان کرتے ہیں جو اسلامی نظام کے نفاذ میں رکاوٹ ہیں:

"ہم ایک منتشر اور پارہ پارہ قوم بن چکے ہیں ہمیں اتحاد و یگانگت کی سخت ضرورت ہے۔ میری خواہش ہے کہ ہماری scattered اور disintegrated قوم کو unity مل جائے اور یہ دوبارہ وحدت کے رشتے میں پروئی جائے"۔[12]

"قوم مایوس ہو چکی ہے میں اس قوم کو مایوسی سے نکال کر امید کی نعمت اور یقین کے نور سے بہرہ مند دیکھنا چاہتا ہوں"۔[13]

"یہ قوم بد قسمتی سے بے مقصدیت کا شکار ہو گئی ہے۔ اس قوم کے سامنے کوئی نصب العین نہیں رہا جو ٹکڑے ٹکڑے ہو کے منتشر ہو جانے والے جتھوں کو جوڑ کر ایک اکائی میں دوبار بحال کر سکے، جو قوم کے کروڑوں لوگوں کو باعزت جینے اور مرنے کا سلیقہ سکھا سکے۔ ہم اس قوم کو دوبارہ مقصد کا شعور اور آگاہی دینا چاہتے ہیں"۔[14]

اسی طرح "یہ قوم بے سمت ہو گئی ہے۔ کراچی سے خیبر پختونخواہ تک اور کشمیر سے چمن کی سرحدوں تک من حیث القوم اس کی کوئی سمت نہیں رہی۔ اس کی سوچیں، وفاداریاں، بولیاں، مفادات، ترجیحات اور ایجنڈے سب متضاد ہیں"۔[15]

"پاکستان کی عوام اس بنیادی تبدیلی کے آرزومند ہیں لیکن ہر چار پانچ سال کے بعد تبدیلی کے نام پر انہیں دھوکہ دیا جاتا ہے۔ اس کرپٹ سسٹم، نااہل قیادتوں اور غیر شفاف نظام اور غیر موثر حکومتوں کے نتیجے میں اس قوم پر ہر طرح کے مظالم ڈھائے جاتے ہیں"۔[16]

لکھتے ہیں: "یاد رکھیں۔ آپ کا دشمن یہ کرپٹ اور اجارہ دارانہ نظام انتخاب ہے، وہ نظام سیاست جو گزشتہ چھ دہائیوں سے مخصوص لوگوں کو اس ملک میں پال رہا ہے، مخصوص اجارہ داریوں کے نیچے جس کی پرورش ہو رہی ہے، جس نے قوم کے ننانوے فیصد عوام کو حقیقی جمہوریت سے محروم کر رکھا ہے اور جس نے ایک فیصد سے بھی کم پر مشتمل مخصوص طبقے کو حکومت کا پیدائشی اور موروثی حق دے رکھا ہے"۔[17]

"آپ جہاں چلے جائیں آپ کو بیس بیس حلقوں تک مخصوص لوگ ہی براجمان نظر آئیں گے دیہی علاقوں میں جاگیر دار ہیں اور شہری علاقوں میں سرمایہ دار"۔[18]

"پھر سیاست میں تیسرے عنصر کا اضافہ ہوا اور وہ establishment کا وجود ہے۔ اسٹیبلشمنٹ کی بھی ہمارے ہاں مکمل اجارہ داری ہے۔ یہ ملکی سیاست پر کبھی اقتدار کو بلاواسطہ اور کبھی بالواسطہ کنٹرول کرتی ہے"۔[19]

ڈاکٹر طاہر القادری اسلامی نظام کی راہ میں رکاوٹ جہاں دوسری چیزوں کو سمجھتے ہیں وہاں باطل اقتدار بھی ایک بڑی رکاوٹ ہے ڈاکٹر طاہر القادری لکھتے ہیں:

> "آج اگر معاشرے میں دین کو تمکین نہیں، دیندار افراد ڈھونڈنے سے نہیں ملتے اور دینی اقدار عنقاء ہیں تو اس کی وجہ یہی ہے کہ سیاسی غلبہ اہل حق کے پاس نہیں۔ بد امنی، چوری، ڈاکے، قتل و غارت گری، اغواء عزت و ناموس اور عفت و عصمت کے لٹنے کے ہزاروں واقعات جو ہمارے نام نہاد اسلامی معاشرے میں آئے دن رونما ہوتے رہتے ہیں کیا یہ باطل اقتدار کے تحائف نہیں۔"[20]

ڈاکٹر طاہر القادری کا اس سے یہ مطلب ہے کہ بڑے لوگوں کو اقتدار میں آنے سے حتی الامکان روکا جائے کیونکہ یہ لوگ کبھی بھی اسلامی نظام کو نافذ نہیں ہونے دیں گے۔

پاکستان میں نفاذ اسلام کیلئے ڈاکٹر طاہر القادری کے عملی اقدامات کا جائزہ:

کسی بھی تحریک یا نظام کے ماننے والے جب اس کی عملی صورت گری کرتے ہیں تو وہ دراصل ان کے عقائد ہی ہوتے ہیں جو اعمال کی صورت اختیار کر کے انفرادی سے اجتماعی نظام کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اگر فکر درست ہوگی تو عمل اور نظام بھی درست ہوگا اور نتائج بھی وہی برآمد ہوں گے اور اگر فکر میں کمی رہ جائیگی تو یقیناً یہ کمی انفرادی عمل سے ہوتی ہوئی نظام تک جا پہنچے گی اور نتائج بھی خاطر خواہ حاصل نہیں ہوں گے۔

ڈاکٹر طاہر القادری نے ۱۹۷۶ء میں جھنگ میں "تنظیم محاذ حریت" قائم کی، جس کا نام ۱۹۸۰ء میں منہاج القرآن رکھا گیا۔ اس کے تحت دنیا بھر میں ہزاروں شاخیں اور اجتماعات چلتے ہیں، جہاں نفاذِ شریعت کے موضوع پر خطابات، سیمینارز اور اجتماعی تربیت ہوتی ہے۔ منہاج القرآن کے 40ویں سالانہ اجتماعات اور تقاریب میں ڈاکٹر طاہر القادری نے بار بار کہا کہ پاکستان کو اسلامی جمہوریہ بنانے، ریاست مدینہ کے نفاذ کے لیے جدوجہد جاری رہے گی۔[21]

۲۰۱۳ء میں ڈاکٹر طاہر القادری نے گیارہ مئی کے دھرنے کا اعلان کیا، جس کا مقصد انتخابی نظام کی تبدیلی اور آئین کے آرٹیکل 62، 63 اور 218 کے نفاذ کے ذریعے نااہل نمائندوں کو اسمبلی سے نکالنا تھا۔ انہوں نے کہا:

> "مئی کے دھرنے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہیں... اگر عوام ملک و قوم کا مستقبل بچانا چاہتے ہیں تو لاکھوں کی تعداد میں دھرنوں میں شرکت کریں۔"[22]

اسی سلسلے میں انہوں نے اسلام آباد میں چار روزہ دھرنا بھی دیا، جس کا مقصد حکومت کو انتخابی اصلاحات اور عدلیہ / فوج کے تحفظ کے لیے دباؤ ڈالنا تھا۔[23]

۲۰۱۴ء میں طاہر القادری نے پاکستان عوامی تحریک (PAT) کے زیرِ اہتمام اسلام آباد میں پارلیمان کے سامنے 63 دن کا دھرنا دیا، جس کے دوران مظاہرین اور پولیس کے مابین ٹکراؤ بھی ہوئے۔[24]

انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم نواز شریف اور وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف کی گرفتاری اور ان کی حکومت کے خاتمے تک دھرنا جاری رہے گا۔ دھرنا ختم کرنے کے بعد انہوں نے کہا کہ یہ دھرنا اب ایک "ملک گیر تحریک" میں تبدیل ہو چکا ہے۔[25]

طاہر القادری کو سپریم کورٹ اور فیڈرل شریعت کورٹ کے لیے جریست کنسلٹ (jurist consultant) کے طور پر مقرر کیا گیا، جہاں انہوں نے شریعت کے متعلق فیصلوں، بالخصوص کفر، قصاص، دیہ، خواتین کے حقوق وغیرہ پر اسلامی نقطہ نظر پیش کیا۔[26]

یہ تجربہ انہیں نفاذِ اسلام کو قانونی اور آئینی بنیادوں پر لانے کی حیثیت سے آراستہ کرتا ہے، نہ کہ صرف احتجاجی سطح تک محدود رکھتا ہے۔

منہاج بکس کے مطابق، طاہر القادری نے اردو، انگریزی اور عربی میں 1000 کے قریب کتابیں تحریر کی ہیں، جن میں سے 640 کے قریب اب تک شائع ہو چکی ہیں۔

ان کتابوں میں نفاذِ اسلام کے موضوعات پر "جدید مسائل کا اسلامی حل (جیسے بلا سود بینکاری، ٹیکنالوجی، خاندانی منصوبہ بندی وغیرہ)" اور نفاذِ شریعت، معاشرتی اصلاح، اور ماضی کے محدثین کے افکار کا جدید تناظر زیادہ اہم ہیں۔ ان تصانیف کو دنیا بھر کی زبانوں میں ترجمہ کر کے شائع کیا گیا ہے، جس سے نفاذِ اسلام کا ایک علمی فریم ورک تیار ہوا ہے۔

نظام مصطفیٰ ﷺ کے عملی نفاذ میں جس چیز کو بڑی رکاوٹ سمجھتے تھے وہ سودی معیشت تھی اور یہ سودی بینکاری کا ایک پورا نظام ہے جس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے بسودی معیشت کے خلاف لکھا اور لوگوں کو اپنی آڈیو، ویڈیو تقاریر اور کتب کے ذریعے قائل کرنے کی پوری کوشش کی کہ یہ نظام بھی نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ میں رکاوٹ ہے۔ اس کا ختم ہونا ضروری ہے۔

سودی نظام کے خلاف عملی طور پر جو کام کیا وہ جسٹس مفتی تقی عثمانی نے میزان بنک بنا کر کیا۔ ان سے اہل علم نے اختلاف کیا اور اس پر بحث و مباحثہ ہوا۔ مگر ڈاکٹر طاہر القادری نے عملی طور پر ایسے اقدامات نہیں کیے جن سے عام یا خاص طبقہ سودی معیشت سے اپنے آپ کو بچا سکے اور عوام یا خواص کو سود جیسی لعنت سے بچنے کا کوئی عملی طریقہ مل جائے۔ ان کا کام تقریر و تحریر تک محدود رہا حالانکہ ان کے پاس یا ان کی جماعت کے پاس بہت وسائل ہیں۔ کسی پہلے سے موجود نظام کو ختم کرنے کے لئے متبادل نظام دینا پڑے گا اور عملی شکل میں مہیا کرنا پڑے گا تبھی لوگ اسے اپنا کر دوسرے نظام سے کنارہ کشی کریں گے۔ مگر عملی طور پر ایسا نہیں کیا گیا۔

تعلیمی نظام کا مقصد کسی بھی قوم کے لیے ایسے افراد تیار کرنا ہوتا ہے جو اس قوم کو ایسے افراد مہیا کرے جو معاشرے کے انتظام وانصرام کو قومی مقاصد کے مطابق چلائیں اور اس قوم کے مقاصد ایسے ہونے چاہیں جو اسے عالمی برادری کے درمیان ایک آزاد، مہذب، زندہ اور ترقی یافتہ یا ترقی پذیر قوم کے طور پر منوائیں۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے کسی حد تک ایک متبادل تعلیمی نظام سکول سے لے کر یونیورسٹی تک متعارف کرایا۔ جو اگرچہ ایک مستحسن قدم ہے مگر اس نظام سے صرف ان سے متفق طبقہ ہی فائدہ اٹھاتا ہے اور اس سسٹم پر خاص مسلک کی چھاپ ہے۔ البتہ ڈاکٹر طاہر القادری کا یہ قدم بہت مستحسن ہے اگر اسے مسلک و مشرب سے ماوریٰ کر دیا جائے۔ اس سسٹم کے نتائج یقیناً دوررس ہوں گے مگر باکل باقی مسالک کے مدارس اور یونیورسٹیوں کی طرح۔ اس نظام تعلیم کا نہ تو معیار بہت اعلیٰ ہے اور نہ یہ دینی اور دنیاوی تعلیم کا امتزاج ہے اس کے علاوہ یہ انٹر نیشنل لیول کی تعلیم دینے سے بھی قاصر ہے اس لیے یہ ایک کوشش ضرور ہے مگر زیادہ فائدہ مند نہیں۔

نظام مصطفیٰ ﷺ کا سیاسی نفاذ ایک اہم سوال ہے اور آج کے جدید دور میں جب دنیا نئے نئے خیالات کی آماجگاہ ہے ایک طرف سرمایہ دارانہ جمہوریت ہے تو اس کے مقابلے میں اشتراکیت موجود ہے اور بادشاہت اور ڈکٹیٹر شپ بھی اپنا وجود رکھتی ہے۔ پاکستان میں مغربی جمہوریت رائج ہے کیا یہ اسلامی نظام سے ملتا جلتا نظام ہے اور اسے اسلامی جمہوریت کہہ سکتے ہیں کیونکہ اکثر مذہبی جماعتوں نے اسے اسلامی جمہوریت کا نام دیا ہوا ہے اور اس کے تحت الیکشن لڑتے اور اسمبلیوں اور سینٹ میں ممبر بن کر جاتے ہیں۔

ڈاکٹر طاہر القادری نے "پاکستان عوامی تحریک" نامی جماعت بنائی اور سیاسی پارٹی کے طور پر اس پارٹی نے الیکشن میں حصہ لیا اور الیکشن سے پہلے اپنے دور کی تیسری بڑی قوت شمار کی جاتی تھی مگر الیکشن میں کوئی خاص کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ ڈاکٹر طاہر القادری کو اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ ہماری جمہوریت ایک کرپٹ نظام کی شکل دھار چکی ہے۔ مغربی جمہوریت ایک شفاف نظام انتخاب ہے۔ ہمارے نظام انتخاب میں اسٹیبلشمنٹ باقاعدہ دخل اندازی کر کے اپنی مرضی کے نتائج حاصل کر لیتی ہے۔ اپنی مرضی کے پارٹی کو الیکشن میں کامیاب کرا کر اپنی مرضی کی حکومت بنوا لیتی ہے۔ لہذا پاکستانی جمہوریت سے اسلامی انقلاب کی راہ ہموار نہیں ہو سکتی جیسے کہ دوسری جمہوریت پسند جماعتوں کو امید ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کا مثالی منہج:

عصر حاضر میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے بنیادی اصول وضوابط کیا ہونے چاہئیں جس سے پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ عملی طور پر نافذ ہو جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (0) وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾۔[27]

ترجمہ: تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کئے ہیں اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسے کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ان کے لئے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کر کے جما دے گا جسے ان کے لئے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے اس خوف وخطر کو وہ امن وامان سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری اور کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں۔ نماز کی پابندی کرو، زکوۃ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی فرماں برداری میں لگے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

یہ آیت خلافت کا لائحہ عمل ہے پہلی چیز ایمان لانا یعنی عقائد کا درست ہونا ضروری ہے جن کے اندر عجیب عجیب موشگافیاں ہو چکی ہیں قرآن وسنت کا خالص عقیدہ ہونا شرط ہے اور دوسری چیز عمل صالح جس کی ہمارے ہاں سخت کمی ہے تیسری چیز استحکام یعنی ثابت قدمی ہے مشکلات پر جو بہت کم لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ ائیر کنڈیشن میں بیٹھ کر وعظ کرنا اور کتاب رکھ دینا آسان ہے عملی میدان میں اپنے کارکنان کے ساتھ آپ ﷺ کی طرح پیٹ پر پتھر باندھنا بہت مشکل ہے۔ عبادت میں تسلسل ہے اور شرک سے بچنے کی بار بار تلقین ہے۔ شکر گزاری کا حکم اور ناشکری سے منع فرمایا گیا ہے۔ نماز کی پابندی اور زکوۃ کی ادائیگی کا حکم ہے کیا یہ خصوصیات ان نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کی دعویدار جماعتوں کے کارکنان میں پیدا کی گئیں؟ یقیناً نہیں کیونکہ اللہ کا قرآن عین حق اور سچ ہے جب بھی اس معیار پر لوگ تیار ہو جائیں گے خلافت اللہ تعالیٰ ان کو عطا فرما دے گا۔

ہر چیز کا ایک معیار اور کسوٹی ہوتی ہے جس پر اس چیز کی اصل کیفیت کو پرکھا جاتا ہے۔ اسلامی نظام یا نظام مصطفیٰ ﷺ کے عملی نفاذ کا بہترین دور خیر القرون تھا جس میں محمد رسول اللہ ﷺ بذات خود موجود تھے اور انکے بعد ان کے تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین موجود تھے۔ سب سے پہلے تو آپ ﷺ کی ذاب بابرکات خود نمونہ ہے تمام مسلمانوں کے لئے اور تمام زمانوں کے لیے جیسا کی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[28]

ترجمہ: یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ (کی زندگی) میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کو قرآن میں بار بار بیان کیا گیا ہے۔ مگر پھر بھی آپ ﷺ کی زندگی کو نمونہ قرار دے کر یہ بات واضح کی گئی کہ جہاں کہیں قرآن سمجھ نہ آ رہا ہو وہاں محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس ہی فائنل نمونہ ہے جس پر عمل کر کے دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین امت مسلمہ کے لئے نمونہ ومثال ہیں اس کے بارے قرآن مجید کی بہت ساری آیات اور فرامیں رسول ﷺ ہیں۔ مختصراً ایک فرمان محمد رسول اللہ ﷺ پیش ہے۔امام الانبیاء ختم المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«خَيْرُكُمْ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ»[29]

ترجمہ: بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر اس کے بعد پھر اس کے بعد

اس سے مراد خیر القرون ہے جو آپ ﷺ اور خلفائے راشدین کا زمانہ ہے اس سے مکمل رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔اور یہ رہنمائی ہر زمانے اور ہر حالت میں فائدہ مند ثابت ہوگی کیونکہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں اور دین اسلام آخری دین اور مکمل ضابطہ حیات ہے اور زمان ومکاں کی قید سے آزاد ہے۔

آپ ﷺ نے ایمان اور عمل صالح کی بنیاد پر ایک ایک فرد تیار کیا جو آگے چل پر اسلامی ریاست یا نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ میں ایک مضبوط ستون ثابت ہوا۔ جس معاشی، معاشرتی، سیاسی اور تعلیمی مقام پر اسے مقرر کیا گیا وہ سو فیصد کامیاب ثابت ہوا اور دنیا آج تک اس دور کو اور اس دور کے ہیروز کو یاد کرتی ہے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کی جماعت نے کتنے ایسے افراد تیار کیے اور کیے تو ان کا اثر معاشرے پر کیوں نظر نہیں آتا۔ کیا ہم مصلحت زمانہ کا شکار ہیں؟ اگر ایسا ہے تو کہنے سننے کی حد تک تو یہ بات درست ہے اور خوش کن ہے مگر مصطفوی انقلاب اور نظام مصطفیٰ ﷺ کی منزل بہت دور ہے ہاں کسی حد تک بہتری کی طرف قدم ضرور ہے مگر جب تک محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنھم کا طریقہ نہیں اپنایا جائے گا انقلاب نہیں آئے گا۔انقلاب اصحاب سیرت لاتے ہیں فرشتے نہیں۔

بد قسمتی سے پاکستان مملکت میں لسانی، طبقاتی، مذہبی گروہ بندی دوسری دنیا سے کچھ زیادہ ہے اور یہ سوشل پروٹیکش کی ایک شکل بن گئی ہے ہر گروہ اپنے گروہ کے بارے میں تعصب کا شکار ہے اور دوسرے گروہوں سے نفرت کرتا ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر طاہر القادری نے بیان کیا ہے کہ قوم پارہ پارہ ہے۔ان حالات میں ایک ایسی اجتماعیت کی ضرورت ہے جو صرف اسلام کی بنیاد پر یعنی قرآن وسنت کی صحیح تعلیمات کی بنیاد پر کھڑی کی جائے قرآن وسنت کا وہ مفہوم جو صحابہ کرام نے لیا تھا وہ اپنائے اور بغیر مسلک، مشرب، فرقہ، اور طبقاتی تفریق کے کلمہ کی بنیاد پر مسلمانوں کی بلا تفریق رنگ ونسل وعلاقہ ومسلک ومشرب وفرقہ اصلاح کرے اور انہیں ایک وحدت میں پروئے اور جب ایمان اور عمل صالح اپنے معیار پر آجائے گا تو اسلامی انقلاب بھی آجائے گا خلافت بھی قائم ہو جائے گی اور نظام مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ بھی ہو جائے گا۔

طالبان نے افغانستان میں امارت اسلامی قائم کی تھی اور اب امریکہ اور نیٹو کو شکست دینے کے بعد دوبارہ اس کو بحال کر رہے ہیں۔اس سے بعض لوگوں کے ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ پاکستان میں بھی اس طرز سے نظام مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ ہو سکتا ہے۔ تو یہ بات یاد رہے کہ طالبان کا مقابلہ کفار، روس اور امریکہ سے تھا جبکہ پاکستان مسلمانوں کا ملک ہے۔ مسلح جدوجہد نظام مصطفیٰ ﷺ تو شاید نہ لاسکے پاکستان میں خانہ جنگی کا خطرہ یقیناً پیدا ہو جائے گا۔پاکستان میں اس طریقے کو ڈاکٹر طاہر القادری نے پسند نہیں کیا اور مناسب نہیں سمجھا اور مناسب بھی نہیں۔

ڈاکٹر طاہر القادری کے نظریات کا تنقیدی جائزہ:

ڈاکٹر طاہر القادری بے شک ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ، مخلص مصلح اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے جدوجہد کرنے والے تھے مگر ان کے نظریات میں درج ذیل کمزوریاں تھیں:

1۔ ان کے نظریات اگرچہ عموم کے لیے تھے مگر ان کی جدوجہد ایک خاص طبقہ کے طرز پر تھی جس سے جمہوریت کو اپنانے کے باوجود بھی انہیں وہ کامیابی نہ ہو سکی جس کی انہیں توقع تھی۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

2۔ جمہوریت کو انہوں نے اپنایا کیونکہ جو جمہوریت پاکستان میں ہے اس میں اقتدار اعلیٰ عوام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ ملک کا قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں بن سکتا، یہ مغربی جمہوریت نہیں بلکہ اسلامی جمہوریت ہے۔ مگر اس میں شرکت کرنے کے باوجود وہ اس سیاسی ڈھانچے سے مایوس ہوئے او مسلح جدوجہد کی طرف ان کا رجحان ہونے لگا۔

3۔ انہوں نے سیاسی دھرنے اور احتجاج کی سیاست کو اپنایا مگر انہیں محسوس ہوا کہ اس سے بھی کام نہیں بننے والا تو انہوں نے اپنا سارا زور تعلیمی اصلاح کی طرف موڑ دیا۔

4۔ جمہویت کے ذریعے وہ پاکستان میں اسلامی نظام چاہتے تھے مگر سارا انتظامی ڈھانچہ اس قدر خراب ہو چکا ہے کہ جب تک اس کی اصلاح نہ کی جائے الیکشن، جمہوریت اور ووٹ وغیرہ سے اسمبلی میں صالح لوگوں کو لے کر جانا اور ان کے ذریعے اسلام نافذ کرنا اگر ناممکن نہیں تو بہت مشکل ہو اور اس طرح کی اصلاح آسان کام نہیں۔

5۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے بیعت انقلاب کی تھی اور اگر انقلاب سے مراد فرانس، سپین یا امریکہ اور مغربی طرز کا انقلاب ہے تو اسلام قطعاً اسکی اجازت نہیں دیتا بلکہ اسلام میں تدریج کا اصول کارفرما ہے۔ افراد تیار کر کے ان کے حوالے امانتیں سپرد کی جاتی ہیں۔ اسلام میں نہ تو مسلمانوں کے خون بہانے کی اجازت ہے اور نہ املاک کو نقصان پہنچانے کی۔ جبکہ سیاسی احتجاج وغیرہ تو ٹکراؤ اور نقصان کی طرف لے جاتے ہیں۔

6۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے بیرون ملک اسلام کی تبلیغ اور جہد وجہد کو مرکز بنایا اور ملک میں اسلام نظام کے سیاسی جدوجہد میں کمی کر دی اور تعلیمی اصلاح جاری رکھی ہوئی ہے یہ ایک طرح سے مایوسی کی علامت ہے کیونکہ وہ اس نظام، اس جمہوریت، اس اسٹیبلشمنٹ، جاگیر دارانہ اور بہت ساری دوسری رکاوٹوں کی وجہ سے اس نظام سے کنارہ کش ہوگئے کہ اس کرپٹ نظام میں رہ کر جمہوریت کے ذریعے اسلام نظام کا نفاذ ممکن نہیں۔

نتائج:

اس تحقیقی مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ڈاکٹر طاہر القادری نے نفاذِ اسلام کے لیے ایک ہمہ جہت منہج اختیار کیا جس میں سیاسی، تعلیمی، معاشی اور روحانی تمام پہلو شامل تھے۔ انہوں نے جمہوریت کو اسلامی نظام کے قریب ترین جدید شکل قرار دیتے ہوئے عوامی شعور، شفاف انتخابات اور اجتماعی مشاورت کو بنیادی حیثیت دی۔ اسی طرح انہوں نے پرامن جدوجہد، بین المذاہب ہم آہنگی اور انتہاپسندی کے خاتمے کو بھی اپنے منہج کا اہم جزو بنایا۔

تاہم تحقیق سے یہ بھی واضح ہوا کہ عملی سطح پر ان کا یہ منہج متعدد رکاوٹوں کا شکار رہا، جن میں کرپٹ سیاسی نظام، جاگیر دارانہ و سرمایہ دارانہ اثرات، اسٹیبلشمنٹ کی مداخلت اور عوامی عدم شعور شامل ہیں۔ مزید برآں، جمہوری نظام پر انحصار کے باوجود اس کی خامیوں سے مایوسی، اور بعد ازاں تعلیمی و اصلاحی میدان کی طرف زیادہ توجہ دینا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ان کا سیاسی ماڈل مطلوبہ نتائج حاصل نہ کر سکا۔

سفارشات:

تحقیقی نتائج کی روشنی میں یہ سفارش کی جاتی ہے کہ نفاذِ اسلام کے لیے محض سیاسی یا انقلابی نعروں پر انحصار کرنے کے بجائے تدریجی اور ہمہ جہت اصلاحی حکمتِ عملی اپنائی جائے، جس میں فرد کی اصلاح، تعلیم کی بہتری اور اخلاقی اقدار کے فروغ کو بنیادی حیثیت حاصل ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ سیاسی نظام کی اصلاح، شفاف انتخابات اور حقیقی عوامی نمائندگی کو یقینی بنانے کے لیے عملی اقدامات کیے جائیں تاکہ صالح قیادت سامنے آ سکے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

مزید برآں، دینی وسیاسی تحریکات کو چاہیے کہ وہ باہمی اختلافات سے بالاتر ہو کر اتحادِ امت کو فروغ دیں اور مشترکہ مقاصد کے حصول کے لیے مربوط جدوجہد کریں۔ پرامن اور آئینی طریقہ کار کو اختیار کرتے ہوئے عوام میں شعور بیدار کرنا اور انہیں اسلامی نظام کی افادیت سے آگاہ کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے، تاکہ ایک پائیدار اور حقیقی اسلامی معاشرہ تشکیل پا سکے۔

حوالے

1. قادری، محمد طاہر، ڈاکٹر، ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی ذاتی ڈائری 1973ء- انقلابی فکر کب تشکیل پائی؟، لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ص39
2. منہاج القرآن "بیرون ملک منہاج القرآن اسلامک سنٹرز کا مختصر تعارف، (پمفلٹ) منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2008
3. منہاج القرآن "تحریک منہاج القرآن کا ایجوکیشن پراجیکٹ، (پمفلٹ) منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2009
4. منہاج القرآن "منشور پاکستان عوامی تحریک، (پمفلٹ) منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2009
5. قادری، محمد طاہر، ڈاکٹر، پاکستان میں تبدیلی کیوں اور کیسے، ، لاہور، مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ، 2001ء، ص24
6. ایضاً، ص25
7. ایضاً، ص25-26
8. ایضاً، ، ص42
9. ایضاً، ص43
10. ایضاً، ص44
11. قادری، محمد طاہر، ڈاکٹر، بلاسود بنکاری اور اسلامی معیشت، لاہور، منہاج القرآن پبلیکیشنز، 1994ء، ص19
12. قادری، محمد طاہر، ڈاکٹر، ، پاکستان میں حقیقی تبدیلی کیوں اور کیسے؟، ص6
13. ایضاً، ص6
14. ایضاً، ص6
15. ایضاً، ص7
16. ایضاً، ص7
17. ایضاً، ص10
18. ایضاً، ص11
19. ایضاً، ص12
20. قادری، محمد طاہر، ڈاکٹر، قرآنی فلسفہ انقلاب، لاہور، منہاج القرآن پبلیکیشنز، 2013ء، 2/383
21 https://dailypakistan.com.pk/E-Paper/rawalpindi/2020-10-19/page-1/detail-27
22 minhajsisters.com/urdu/tid/22279/11-مئی-کے-دھرنے-امر-بالمعروف-بھی-ہیں-اور-نہی-عن-المنکر-بھی-ڈاکٹر-طاہر-القادری.html
23 https://www.bbc.com/urdu/pakistan/2014/10/141021_tahir_ul_qadri_ends_sitin_zs
24 dw.com/ur/تمام-تر-توجہ-مذہب-کی-ترویج-کی-طرف-ہے-طاہر-القادری/a-18701586
25 https://www.pat.com.pk/english/tid/30351/Qadri-says-sit-in-transforms-into-countrywide-movement/
26 https://magazine.mohaddis.com/articledetail/1619
27. القرآن، النور24:55-56
28 القرآن، الاحزاب33:21
29 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، دار طوق النجاۃ، 1422ھ، رقم:2651

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

BIBLIOGRAPHY

1. Qādrī, Dr. Muḥammad Ṭāhir, *Dr. Muḥammad Ṭāhir al-Qādrī kī Zātī Ḍāyarī (Inqilābī Fikr Kab Tashkīl Pāī?)*, Lahore: Minhāj al-Qurʾān Publications, 1973.
2. Minhāj al-Qurʾān, *Bairūn-e-Mulk Minhāj al-Qurʾān Islamic Centers kā Mukhtaṣar Taʿāruf*, Lahore: Minhāj al-Qurʾān Publications, 2008.
3. Minhāj al-Qurʾān, *Taḥrīk Minhāj al-Qurʾān kā Education Project*, Lahore: Minhāj al-Qurʾān Publications, 2009.
4. Minhāj al-Qurʾān, *Manshūr Pakistan ʿAwāmī Taḥrīk*, Lahore: Minhāj al-Qurʾān Publications, 2009.
5. Qādrī, Dr. Muḥammad Ṭāhir, *Pakistan Mein Tabdīlī Kyūn aur Kaise*, Lahore: Mustafavī Students Movement, 2001.
6. Qādrī, Dr. Muḥammad Ṭāhir, *Pakistan Mein Ḥaqīqī Tabdīlī Kyūn aur Kaise?*, Lahore: (Publisher not mentioned).
7. Qādrī, Dr. Muḥammad Ṭāhir, *Bilā Sūd Bankārī aur Islāmī Maʿīshat*, Lahore: Minhāj al-Qurʾān Publications, 1994.
8. Qādrī, Dr. Muḥammad Ṭāhir, *Qurʾānī Falsafah Inqilāb*, Lahore: Minhāj al-Qurʾān Publications, 2013.

☆☆☆☆☆